

مستم
قادی

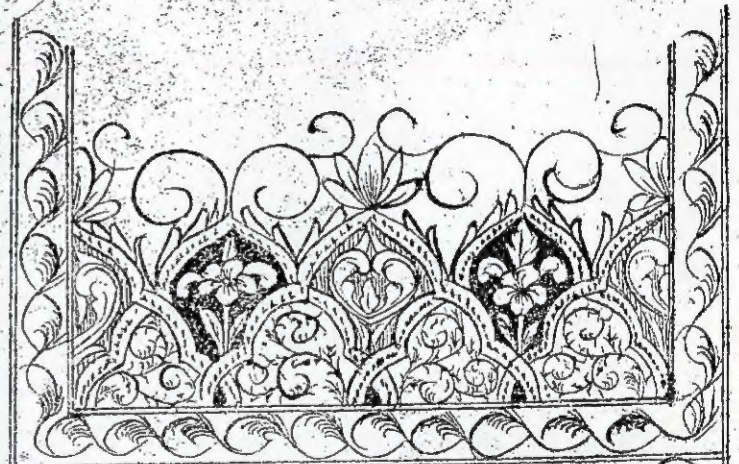
صنایع و مکان و فضایل و زین
بهرین شیخ مجیدین و وفای مین

رسالته در منزل اودامستان دلیل لایزال استی و انصاف المانیت سیر



جبهین ابا مقبول سوا الاطیفة ذوق و سیه مذکورین بین انا مکرر کون کون

مطبع نیشی نو کوشین به طبع مین بلبل



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالی احمد کریم شہید عظیم الاحسان منشی نول کشو صاحب کلاں و درہا بک
 ورنہ لا چند سوال کسی شخص کم نام کے جواب طلب کی اخبار میں مندرج دیکھئے بعض بابی تہذیب
 بہت خوش ہوئے اور ازراہ تفاخر و طنز کہا کہ کیا ایسے سوال ہیں کہ جس کے جواب لکھنے محال ہیں
 اسکو سنکر خفیت کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ یہ باتیں قدیمی ہیں اور ان کے جواب
 علماء و دانشان لکھ چکے ہیں کوئی بات نئی نہیں کہ اسکا جواب لکھا جائے اسکو سنکر ان لوگوں
 مجھ سے شدہ عامی جواب لکھنے کی اور تائید کلام انکے بعض اعزہ اور احباب بھی کرنے لگے ہر چند
 تذکر کیا قبول نہ فرمایا لاچار لحاظ و االسائل فلاتر جوابات مندرج ذیل لکھتا ہوں چشم
 کہ براہ عنایت آپ انکو کسی موقع پر مناسب سمجھکر درج اخبار فرمائیے اور نیاز گزار ہوں
 و مشکو عنایات و عنایات کا بھیجیے والسلام و تحمد و تقبل سنا چاہیے قولہم من سئل عن علم
 فکلمہ انجم بکلام منی الناریہ علماء دین محمدی الی انہ من کیا فرماتے ہیں جواب علماء و علماء
 و فضلاء و اہل مثل جناب لانا مولوی خلیل الدین صاحب حرم و جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب

بجانب

و جناب مولوی محمد موسیٰ صاحب صاحبزا دکان مولانا رفیع الدین صاحب سرائی و دکان
 مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مولوی محمد کریم اللہ صاحب مولانا پرنو و قسطنطنیہ امام محمد فضل حق
 صاحب حمزہ اللہ علیہ و جناب قبلہ و کعبہ عالم باعمل فاضل بے بدل جامع معقول و منقول
 حضرت مولانا محمد فضل رسول صاحب امت برکاتہم و جناب مولوی محبوب علی صاحب مقبول
 و جناب لوی تراب علی صاحب غیر ہم نے عرضہ ہوا کہ ان سب مورستفہ سائل کا جوابی
 بیان کر دیا ہے چنانچہ انکی کتابیں تمام ہندوستان میں مشہور ہو گئیں اور وہ کتابیں
 جا بجا موجود و سکا جی چاہے دیکھلے بار بار علماء و علماء کو تکلیف دینا کیا ضرور انہیں معلوم
 کہ یہ مسائل بزرگوار ساکن کون سے دیار کے ہیں کہ انکو دیکھنا تو کیا اور ان کتابوں کے
 نام سنکر کا بھی اتفاق نہ ہو ابھر حال یہ خاکسار امیدوار لطف پروردگار رفیع فیاض و معیت
 علماء رب و قاری اپنی تحقیقات کو موافق محض تخیال کی بجائے ہدایت و بحث و عداوت کی مدد سے
 کیا خاصیت میں گزارش کرتا ہے معصومہ گرفتار قبول افتد زبے عز و شرف قوالم
 بدعت کسکو کہتے ہیں اس زمانہ میں کوئی لوگ بدعتی ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کون لوگ ہیں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لوگوں کی شان میں من و قر صاحب بدعتہ نقد
 خان علی ہدم الاسلام و پیر من امان صاحب بدعتہ آمنہ اللہ یوم الفزع الاکبر وغیرہ
 فرمایا ہے یا کوئی اور لوگ ہوں گے بشرط ثبوت بدعتہ ان لوگوں سے کیونکر پیش آنا چاہیے
 جواب ابرع بالکفر لغت میں معنی نیا باہر آنا کسی شی کا نہ اوپر کسی مثال کو ہر قول لہ
 نقل بالغت بدعت من الرسل ترجمہ کہ نہیں ہوں میں نیا آیا ہوا ہے بغیر و نسو بدعت بالکفر ہم
 تخر دین میں بعد اكمال اوسکے یا جو کچھ پیدا ہوا دین میں بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 و ہر کسراول و فتح دوم جمع ہے اوسکی لہذا فی القاموس اور بدعت شرعیعت میں
 دو قسم ہوا ایک بدعت ہدی اور وہ عبارت ہوا اس سے کہ موافق اصول شریعت
 اور مطابق قواعد سنت کو ہوا اور اسکو بدعت حسنہ بھی کہتے ہیں فاضل ابراہیم مدوح و شایع

اور یہی مفہوم ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من سن فی الاسلام سنتہ حسنة
 کان لہ اجر با و اجر من عمل بہا و م بدعت ضلالت اور وہ عبارت ہے اوس سے
 کہ مخالف کتاب یا سنت یا جماع یا اثر ہو یا بھلا و سکی کوئی اصل شرعی نہ ہو یا ساتھ
 کسی دلیل کے ذیلوں شرعی سے ثابت نہ ہو اور اسکو بدعت سیئہ بھی کہتی ہیں منکر
 او سکا مذموم و معاتب ہو اور اسکا بیان ہی قول صلی اللہ علیہ وسلم میں من سن
 فی الاسلام سنتہ سیئہ کان علیہ وزر ہا و وزر من عمل بہا و م بدعت منقسم ہوتی ہے
 اوپر پانچ قسم کے ایک واجب مانند تعلیم و تعلم صرف خود و مثل حفظ غرائب کتاب و سنت
 اور اور چیزوں کے کہ حفظ دین اوپر اسکو موقوف ہو و م بدعت مستحب مانند بار بار طاعت دار اس
 و اعراب و انشاء قرآن شریف کو سونم حرام مانند مذہب قدریہ و جبریہ و مجسمیہ و فنی
 و خوارج و غیر ہم جہار مکر وہ مانند نقش و نگار کرنے مساجد و مصاحف نزدیک بشر
 پیچم مباح جیسے تہ سبغ الطہیزہ و البسہ فاخرہ میں بشرطیکہ کسب حلال سی ہو اور
 موجب تکبر کا نہ ہو فتح المبین شرح الاربعین اور مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح
 میں ہے البدعت فی اللغة ما کان مخترعاً علی غیر مثال سابق ومنہ قوله تعالیٰ
 بدیع السموات والارض امی موجود ہما علی غیر مثال سابق ومنہ الشرع
 احداث الم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی و فی شرح المصابیح
 البدعت اسم لکل زیادۃ قریبہ کانت او معصیتہ والاول کا کثارت الصلوٰۃ و الصوم
 والصدقۃ والثانی کا لطن فی الصحابۃ والسلف الصالحین انتہی والیفا
 فی الفتح المبین قال الشافعی رحمہما حدیث و مخالف کتاب او سنتہ او جماعاً الاثر
 فهو البدعت الضلالة و ما احداث من غیرہ ولم یخالف شیئاً من ذلک فهو البدعت الحمودۃ
 و اسماصل ان البدعت احسنہ متفق علیہا وہی ما وافق شیئاً من ذلک لما تروہ
 یلزم من فعلہ مخدور شرعی ومنہا ما ہو فرض کفایہ کتشفیت العلوم انتہی و فی الکلیات

لابی البقاء الواجبة من البدعة نظم اولہ المتکلمین علی الملاحۃ والمبتدعین للبدع انتہی
 و فی النہایۃ الاثریۃ البدعتہ بدعتان بدعت ہدی و بدعت ضلال فما کان فی خلاف ما اشد
 و رسولہ فہو فی خیر الذم والانکار و ما کان واقعا تحت عموم ما ینبئ اللہ الذی خص علیہ
 اور رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو فی خیر المذبح و ما لم یکن لہ مثال موجود کینج میں وجود
 والسناد و فعل المعروف فہو من الافعال المحمودۃ ولا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف
 ما ورد الشرع بل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی ذلک تواً بافتعال
 من سن سنتہ حسنة کان اجر ہا و اجر من عمل بہا و قال فی ضدہ من سن سنتہ سیئہ
 کان لہ وزر ہا و وزر من عمل بہا و ذلک اذا کان فی خلاف ما امر اللہ بہ و رسولہ
 من ذلک النوع قول عمر رضی اللہ عنہ لغت البدعت ہذہ لما کانت من افعال الخیر
 و داخلة فی خیر المذبح سما یا بدعتہ و مدہا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یسنہا سم و اسما
 صلا یا الیائی ثم ترکہا ولم یحافظ الیہا ولا جمیع الناس لہا ولا کانت فی زمن ابی بکر و اثنا
 عشر جمیع الناس علیہا و ندبہم الیہا فیہذا سما یا بدعتہ وہی علی الحقیقۃ سنتہ لقولہ صلی اللہ
 علیہ وسلم علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اس سے ظاہر ہوا کہ بدعت
 دو نوع ہو اور وہ جو کہتے ہیں کہ بدعت صرف وہی ہے کہ کوئی امر بعد قرون ثلث
 پیدا ہوا ہو غلط ہو اور جو بعض کا قول اپنی سند کلام میں لائے ہیں وہ خلاف تحقیق
 اور مخالف قول جمہور کے ہو بلکہ جو شیخ کہہ و بروی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا
 نہ ہوئی گو وہ عہد خلفاء راشدین میں پیدا ہوئی ہو او سکو بھی لم یحافظوا من ذلک انتہی
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ بدعت کہہ سکتے ہیں جیسے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت
 تراویح کو فرمایا لغت البدعت ہذہ اور حسب تصریحات و تحقیقات ائمہ متعین کے
 قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعت ضلالۃ عام ہے مخصوص بعض البعض اور مخصوص
 او سکا قول حضرت مسلم ہے من سن فی الاسلام سنتہ حسنة کان لہ اجر ہا و اجر من عمل بہا

الحديث في شرح المصاحج قوله صلى الله عليه وسلم كل بدعة ضلالة عام ومخصص اي
كل بدعة سيئة ضلالة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن سنة حسنة
الحديث وفي شرح المسلم الامام النووي قوله صلى الله عليه وسلم كل بدعة ضلالة
عام ومخصص والمراد غالب البدع انتهى اور وہ حدیثین کے سوال میں مذکور ہیں
اور حدیث مسلم بشر الامور محدثاتہا وکل بدعة ضلالة و حدیث احمد و ابی داؤد
وترندی و ابن ماجہ ایام و محدثات الامور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة
اور بھی بعض روایات میں آیا ہے كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة و كل ضلالة
في النار ان سب سے مراد بدعات سیئہ ہے ورنہ خلاف ہوتا ہے اور سب سے
کہ تقسیم بدعت شراح حدیث و فقہیوں نے کری ہے جیسکے ملا علی قاری و شیخ
عبدالحق دہلوی و شیخ ابن حجر مکی و طیبی وغیرہم ہیں سب کے قول کی عبارتوں کی نقل و نقل
طالعت نہیں کرنا ہوں جسکا جی چاہے ان کی کتب کو دیکھ لے کچھ کچھ بطور اختصار
لکھا جاتا ہو طیبی نے بیان حدیث پہلی یعنی حدیث مسلم کے بیان میں لکھا
المراد بها ای المحدثات البدع والضلالات من الافعال والاقوال چھ کہا قول
كل بدعة ضلالة عام ومخصص كقوله تعالى في كل شيء بامر ربها وقوله او ثبت من
كل شيء والمراد بها غالب البدع انتهى یہ بھی معلوم کیا جاوے کہ قول انکا جو کہتے ہیں
کہ لفظ كل سے سب بدعات مراد ہیں اور بدعت حسنہ کوئی شے نہیں ہے سو اس شرح طیبی
وغیرہ سے غلط ہو گیا اور ظاہر ہے کہ ان دونوں آیت قرآنی میں لفظ كل موجود اور
حالانکہ سب شے مثل زمین و آسمان وغیرہ ہلاک ہوئی تھی اور بلیقیں کو سب شے
مثل بادشاہت ہفت تعلیم وغیرہ عطا ہوئی تھی اور تقسیم بدعت حسنہ و سیئہ میں
یہ حدیث بھی دلیل قوی ہے من ابتداء بدعة ضلالة لا یرضاها اللہ و رسولہ کان
منی الاثم مثل انما من عمل بها لا ینقض ذلک من اوامرہم شیائیس اس حدیث سے

اشارہ ہوا اور اس کے بعضی بدعتوں سے ضلالت نہیں ہیں بلکہ حسنہ ہیں اور ظاہر ہے
کہ جماعت کثیرہ و جم غفیرہ قائل تقسیم بدعت کہ ہیں تہذیب وغیرہ کتب معتبرہ سے دریافت
ہو سکتا ہے پس جب بدعت حسنہ و سیئہ بخوبی ثابت ہو چکی تو نزد اہل انصاف وہ
احادیث مندرجہ سواالات متعلق بدعت سیئہ کے ہیں نہ کہ بدعت حسنہ اور جو کل
سوال ہے کہ اس زمانہ میں بدعتی ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو وہ کون کون لوگ ہیں انہم یعرفون
زمانہ خالی نہیں ہے مثل خوارج و روافض وغیرہم وہ لوگ کہ شرع سے بدعتی ثابت ہو
اور ہم انکا اوپر بیان کر چکے ہیں اسوقت میں بھی ہیں اور اگر اور شخص بھی کوئی
نیا امر بزاخلاف شرع نکالتا ہے تو وہ بھی شمار کیا جاتا ہے مانند خوارج وغیرہ کے
کسو اس کے احکام و وعیدات احادیث مرقومہ بالا مناسب شان مرکبان بدعات
سیئہ کے ہیں جیسے اتباع عبد الوہاب فی نجد سے خروج کیا اور اپنے سوا سب کو مشرک
بٹھرا کر اہلسنت و علماء اہلسنت کے قتل کو مباح کیا اور ان کے اتباع ہند میں بھی
ہیں اور شرح مقاصد میں فرمایا ہے و حکم المبتدع البغض والعداۃ والاعراض عنہ
والا ہانت والطعن اللعن و کراہۃ الصلوۃ خلفہ الخ اور معنی مبتدع کے یہ لکھے ہیں
مومن خالف فی العقیدۃ طریقتہ اہل السنۃ و الجماعۃ انتہی قولہم مولد شریف فرمے
یا سنت یا واجب یا بدعت اسکا موجود کون ہے اور کہاں تھا اور کہاں ایجاد ہوا
اور اسکا تارک کیسا ہے یہ فعل نے زمانہ بدعتیہ نکالے یا وہابیہ نکالے جواب کا
اگر سائل مستحب سے بھی واقف ہوئے کہ مستحب بھی شرع میں کوئی شے ہوتی ہے
تو حاجت استفسار نہ پڑتی خیر اب دریافت فرماؤ میں محفل مولد شریف حسب
نقدیحات ائمہ مشہورین کے مستحسن و مستحب ایہ موصول میں پہلے شیخ عمر نے
یہ فعل کیا اور اقتداء کیا ساتھ اس کے صاحب اہل وغیرہ نے اسوقت کے
علماء و مشائخ نے اسکو مستحسن رکھا پس کہنا محفل مولد شریف کا یہ تعین یوم

یہ حال قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہا ابن جزری نے کہ ہر گاہ ابوہب کا فکر قرآن شریف میں بُرائی اور سکی ثابت ہو بسبب خوشی کرنے اور سکی شب مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحفیف عذاب میں پاوے تو کیا ہو حال مسلم موجد کامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ خوشی کری مولد شریف کی اور خرچ کرے محبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جو کہ کہ میسر ہو قسم کھاتا ہوں کہ نہوگی جزا اور سکی خدا سے کریم سے مگر یہ کہ داخل فرماویگا اور سکو فضل عظیم سے جنات نعیم میں اور اہل اسلام ہمیشہ محفل کرتے ہیں عین مولد شریف میں اور ولیمہ کرتے ہیں اور اون راتوں میں تصدق کرتے ہیں ساتھ انواع صدقات کے اور انظار سرور کرتے ہیں اور نیکیوں زیادہ کرتے ہیں اور پڑھتے مولد کریم میں اہتمام کرتے ہیں اور برکات اور سکی سے فضل عظیم اوپر ان کے ظاہر ہوتا ہے اور تجربہ کیا گیا ہے خواص اور سکی سے کہ ان سال میں اور خوشخبری ہے عجلت حصول مطلوب پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے اور پر اس کے کہ شہاے مولد مبارک کو خوشی کرتے تاکہ صدمہ سخت پہونچے اور پر اس کے کہ لڑکے اور سکی انکار و عناد مہربان تک مواہب لدنیہ سے ترجمہ کیا گیا محمد بن علی الدمشقی نے سبیل اللہ والرشاد میں حافظ ابو انخیر سخاوی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ غل مولد شریف بعد قرون ثلثہ پیدا ہوا بعد اہل اسلام سائر اطراف و شہر سے کلان میں ہمیشہ سے عین مولد شریف میں مجالس مکلفہ طعام و صدقات و انظار سرور و نیکی با و اہتمام پڑھتے مولد کریم میں کرتے ہیں الخ اور ابن کثیر نے نقل کیا کہ صاحب اہل ربیع الاول میں مولد شریف بکمال تعلق کرتا تھا ابن وحیہ نے واسطے اور سکی مولد تصنیف کیا اور امامون نے اس عمل پر

نہی

تقریف کری کہ اونہیں سے حافظ ابوہشامہ اوسے تادونوی ہے اور علامہ ابن طفیل و ابو عبد اللہ النعمان و امام جمال الدین عجمی و امام یوسف بن علی الشامی و امام منصور بشار و ابو موسیٰ زرہونی و ابن فضل و یونس الحجازی و ابو بکر الحجازی و ابن البطاح و امام مخلص کتانی و امام ظہیر الدین بن جعفر و نصیر الدین و صدر الدین بن عمر و غیر ہم ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فتاویٰ میں کہا کہ بدعت حسنہ ہے باعث ثواب اور شرح سنن ابن ماجہ میں ہے کہ بدعت حسنہ مندوب ہے اگر خالی منکرات شریعت سے ہو اور چند شرف نقل کیے ایک شعر اونہیں سے یہ ہے یا مولد امان المولد کلاما شرفا و ساد سیدا لاسیاد + اور اگر زیادہ تحقیق منظور ہو تو سبیل اللہ وغیرہ کتب متداولہ سے دریافت کر لیجئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین میں لکھا ہے اور انتباہ میں لکھا ہے عبارتین ان کتابوں کی ذکر المحبوب میں ہیں اور قیام کرنے کا محفل مولد شریف میں وقت ذکر ولادت شریف کی بھی استحسان کہا ہے امامون نے چنانچہ امام بزرگنجی نے عقد الجواہر میں لکھا ہے کہ استحسان کیا ہے امامان صاحب الروایۃ والرویہ نے قیام کو وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولانا حسن و میاطی مدرس مسجد الحرام نے فتویٰ میں لکھا ہے کہ امت محمدیہ صلعم اہل سنت و جماعت جمع ہوئی ہے اور استحسان قیام مذکور کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر لا جمیع امتی علی الفضلۃ یعنی امت میری گمراہی پر مجتمع نہوگی علامہ رائی نے کہا کہ عادت جاری ہووے قیام میں وقت ذکر ولادت شریف کے اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ انظار فرح و سرور و تعظیم ہے اونہیں الی آخر الفتوے اور مردود مستحقان ہر چہ ہر مذہب سے مزین ہے

سب سے حکم دیا حسن کا او سکے اور نقل استخسان علماء کثیر پیشوا یان دین و اسلام سے
کی ہیں اور مولانا عبداللہ سراج علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ قیام وقت ذکر ولادت
توارث ائمہ اعلام ہے اور اماموں اور حکام نے اس کو برقرار رکھا ہے نیز کثیر
ورق و لہذا مستحسن ہے عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جو چیز کہ مسلمان نیک جانین
وہ چیز نزدیک خدا نیک ہے اور صاحب سیرت شامی نے کہ بدعت کہا
صاحب چلبی نے تشریح کر دی کہ بدعت حسنہ ہے کس واسطے کہ ہر بدعت مذموم
نہیں ہے اور صاحب سیرت شامی بھی فاضل تقسیم بدعت کے طرف حسنہ و سید کے
ہیں اور پھر چلبی نے در تحقیق بدعت محمودہ کے لکھا کہ تحقیق پایا گیا قیام وقت
ذکر نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم امت سے پیشوا سے اماموں سے دین میں
امام تقی الدین سبکی اور متابعت کر لی اس کی اس فعل پر مشائخ اسلام زمانہ
اوس کے نے اور بعد بیان حکایت کے لکھا کہ یہ کفایت کرتا ہے اقتدایین
رسالہ اہل حرمین سے واقفہ الائمتہ و الحکام من غیر مکر منکر و شمس الدین ابو نکر
یحییٰ بن یوسف صرمی رحمہ اللہ نے قصیدہ مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں
تصنیف کیا چنانچہ یہ بیت اوس قصیدہ کی ہے **وَأَنْ يَمْضِ الْأَشْرَفُ**
عَنْدَ سَامِعٍ قِيَامًا صَفْوًا وَجِيشًا عَلَى الرُّكْبِ روایت معتبرہ سے ثابت ہوا
کہ کسی شخص نے اوس قصیدہ کو بروز ختم درس شیخ الاسلام حافظ تقی الدین
ابو الحسن سبکی کے کہ مجمع عظیم اوس روز تھا اکثر علماء کالمین و فضات متورعین
حاضر تھے جو اوس شخص نے شعر مذکور پڑھا شیخ الاسلام ممدوح امثالہ
ذکرہ الصرمی اوسٹھے ایسی ہی سبیل الرشاد میں اور یہاں تک کہ علماء و تلامذہ
مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ بھی اسکے جائز اور مستحب ہونے کے
قائل ہیں اور نکافتوں نے بھی موجود تھا آنکہ عرس وغیرہ کا بھی جواز لکھا ہے چنانچہ فتوے

جو از عرس میں لکھے ہیں دوم آنکہ بہتہ اجتماعیہ مردم کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ
کنند و فاتحہ بر شیرینی نمایند الخ اور مولوی رفیع الدین صاحب نے بھی فتویٰ
اس مقدمہ میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امداد بدعا و خستہ و طعام بدعتی
مباح است و جمیع نذرانہ اسٹھے پس ظاہر ہے کہ جماعت کثیر نے ائمہ دین اور
اہل حل و عقد امور مسلمین سے استخسان محفل میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا کیا ہے جو کوئی منکر اور سکا ہے محض براہ نفسانیت و تعصب انکار
کرتا ہے ورنہ عند الانصاف کوئی شی خلاف شرع بھی اوسین نہیں ہے کہ وہ
محمول او پر بدعت سید کے ہو بلکہ ہر امر اوسکا شرع شریف کے موافق ہو سکتا
یہ کہ ذکر کرنا معجزات اور مدح و تعریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل سنت و جماعت
کے نزدیک منع نہیں ہے عین دین و ایمان یہاں تک کہ قرار داد تمامی اہل سنت کا
ہو کہ جب لیوے کوئی یا لکھے نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ملاوے ساتھ نام
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ صلوٰۃ کا اور خود قرآن مجید میں حضرت حق سبحانہ
نے حضرت کی تعریف فرمائی ہے دوم خوشی کرنا او پر ولادت اور نبوت حضرت
باعظمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خوش ہونا اور شکر ادا کرنا خالق کو ان کا
اس امر میں کہ خداوند کریم نے ہکوامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں
پیدا کیا اور حسب ہدایت و توسل اپنے نبی کریم کی راہ دین و ایمان کی
و کلماتی اور اسی خوشی کے ذریعہ سے جو کچھ جس کی کو نقد و جنس طعام وغیرہ
سویسر ہو تصدق کرنا بھی نادرست نہیں بلکہ موجب ثواب مولوی شاہ عبدالعزیز
صاحب بیہکلم الکتاب کی تفسیر میں لکھتے ہیں یعنی اسرار و دقائق الخ لیکن
مہنوز چیز باقی ہو کہ ہرگز آن بقوت فکر یہ وقوت ذکر کا نتوان دریافت چند
سوی و تلاش باقصی الغایہ رسانیدہ شود لہذا این پیغمبر و حق شمانفعی عظیم گزیدہ

کہ شمار اذان چیز یا ہم نشان میدہد استے اور ثواب پہونچنا طعام اور قرآن
قرآن کا اموات کو بخلاف معتزلہ نزدیک اہلسنت و جماعت احادیث و فقہ
ثابت اور نفع ادا ٹھانا احیا اور اموات کا اوس سے ظاہر اور اجتماع مردم بھی
خالی نفع سے نہیں ہے چنانچہ لکھا ہے کہ جمعہ عید المومنین ہے اور اوسین یہ فائدہ
ہو کہ سب آدمی جمع ہو کر جامع مسجد میں نماز پڑھیں تا ہر جمعہ کو آٹھویں روز یا ہم
مسلمین ملاقات ہوتی رہے اور اتحاد بڑھتا رہے اور جو آدمی باہر دیہات
کی ہیں اور وہ ہر جمعہ کے حاضر ہونے سے معذور ہیں تو اوسے بعد برس دن
نماز عیدین میں ملاقات ہوتی رہے اسی واسطے بعض نے لکھا ہے کہ نماز جمعہ
شہر میں ایک ہی جگہ پڑھنا اولے بے سوم یہ کہ یقین یوم یا ماہ بھی مطابق نعت
غزادہ عمل امامان و صلحا کا ہے اور اصل اوسکی احادیث نبوی سے ثابت ہے
جیسکہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم روزہ دن
عاشورہ کے رکھو کیونکہ وہ دن نجات موسیٰ و غرق ہونے فرعون کا ہے
اسی طرح روز و شنبہ کے روزہ رکھنے میں کہ وہ دن میری ولادت کا ہے
اور ہجرت کا اور وہی دن میری وفات کا ہو گا ہر کوئی جانتا ہے کہ دن نجات
اور ڈوبنے کا اور دو شنبہ کا ایک ہی دن تھا پھر کیوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حکم روزہ رکھنے کو دیا معاذ اللہ اگر یقین بنفسہ بڑا ہوتا تو ہر گز حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حکم نفرماتے اور تشریف لیجا نا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر سال قبو
شہداء اہلحدیث بھی ثابت ہو اور چاروں خلیفہ نے بھی وہی طریقہ بعد صلیت حضرت
صلعم جاری رکھا تفسیر کبیر اور درمنثور میں ہے عن رسول اللہ ان کان یاتی قبو
اللہ اذ علی راس کل حول فبقول سلام علیکم یا مبرئتم فنعیمی الدار و الخلفاء الاربعہ
یجئون فیلقون پس سب علماء و صلحا و امامان و مشائخ یقین کو جائز رکھتے ہیں طحاوی

حاشیہ در مختار میں لکھا ہے و فی منہاج السجلیہ و شعب الایمان للبیہقی ان الد عار
مستجاب یوم اربعاء بعد الزوال قبل وقت العصر لانه صلی اللہ علیہ وسلم سجدے
علی الاضراب فی ذلک لیوم ذلک الوقت و کان جابر یحری ذلک فی صحابہ و ذکر لہ
ما بدی شی یوم الاربعاء الاتم فیمنع البداۃ بخواتم ترس فیہ الخ اور سیطرح
دن معین کیا حضرت غوث الثقلین نے اپنی مرشد کا اور شاہ نظام الدین اولیاء
جنی کہ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب و نین
کرتے تھے چہارم یہ کہ قیام وقت ذکر و لادت بھی جائز لکھا ہے امامون و صلحا
جیسکہ اوپر لکھ چکے ہیں اور قطع نظر سے کہ آداب مجلس سے بھی خلاف ہو نہ کھڑا ہونا
جیسکہ امام غزالی رحمہ فرماتے ہیں احیاء العلوم میں ہے الا بدلیہ خاص موقوف
القوم فی القیام الخ پس سائل حق پسند کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر کسی لشکین کیوے
مستحق لکھ دیا ورنہ کتاب میں سیر کی مالا مال ہیں درستی و جواز محفل میلاد شریف میں
الکرخدا خواستہ ایکو یا عث انھو سے فرق مبتدعہ سمجھ دیکے سو و عقیدت محفل
مولو و شریف میں سے ہو تو بلا تاہل آپ لکھے ہوئے بالاکو بغور ملاحظہ فرمائیے ہرگز
دل میں نہ شرمائیے اور حسب معنی اپنے نام کے حق بات پسند کیجیے اور اس عقیدہ
باطل سے باز آئیے تارک مستحبات غامی نہیں ہوتا اگر محفل موصوف کو مستلایا جائے
عدم استطاعت ترک کر دیا تھا حجت نہیں جیسکہ ہزار ہا کس محفل مدوح نہیں
کر سکتے الا کسی شخص کی سو و عقیدت بھی اوس سے نہیں رکھتے اور اگر بطور
بر عقیدتی یا کسی نوع کی تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھیجا ترک کرے تو یہ
امر البتہ غیر اور اتحاد ہے اس محفل شریف کو اہل سنت و جماعت کرتے ہیں
بدعتی کہ جب کا شرع میں مذکور ہے اور وہابی کہ افعال و اقوال اوسے بھی مشغل
بدعتیوں مذکور کے ہیں مجلس مدوح سے انکار کرتے ہیں یہ فصل

اہل سنت و جماعت کا ہر فقط قہر و ہابی لوگ کون ہیں جو اب مفصل حال دہا یا
اگر لکھیں تو برائے خود ایک کتاب ہو جائے لہذا اس سے گزر کر تھوڑا سا
لکھنے میں آتا ہے کتاب رد المختار حاشیہ در المختار میں جس سے وہاں یہ ہند بھی
لائے ہیں بیان خواجہ میں لکھا ہے کہ واقع فی زمانہ اسے اتباع عبد الوہاب
الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علیہ ائمہ میں و کانوا مستحلون مذہب الجنا بلیہ لکنہم
انہم ائمہ المسلمون و ان من غلات اعتقادہم مشرکون و استباحوا بذلک قتل
اہل السنۃ و قتل غلاتہم حتی کسر اللہ شوکتہم و غرب بلادہم و فخر بہم عسا کر المسلمین
عام ثلث و ثلاثین و مائتین و الف انتے و ہابی عبد الوہاب کا اتباع ہیں جو
عرب ہیں تھے اور ہندوستان میں مولوی اسمعیل کے تقویت الایمان کے
پیرو کہ وہ مطابق ہے کتاب التوحید نجدی کے قول کہ مشرک بدعتوں کے پیرو ہیں
احادیث سے کچھ ثابت ہے یا نہیں عقائد وہابیوں کے قرآن و حدیث سے
بہت ملتی ہیں یا بدعتیوں کے اس میں تفصیل کسکو ہے جواب وہ حدیث
کہ شان بدعتیوں میں وارد ہیں اور ان بدعتیوں کا اوپر بیان ہو چکا ہے
خارج وغیرہ سو وہی حدیثیں وہابیوں کی شان میں صادق آتی ہیں کیونکہ عقائد
اول بدعتیوں اور وہابیوں کے ایک ہی ہیں اور قرآن و حدیث کے ملنے کا بھی
حقائک سے ایک ہی حال ہے تفصیل بھی کسی کو کسی پر نہیں ہر دونوں برابر ہیں
بلکہ بعض ائمہ میں وہابی لوگ خواجہ وغیرہم سے بھی سخت ہیں جیسے کہ افرا کرنا جناب
باری تعالیٰ پر ہندوستان کے وہابیوں کے سر و قدم پر و مرشد مولوی اسمعیل ہیں
اوہی اقوال تھوڑے سی نقل کیے جاتے ہیں تقویت الایمان میں شرک فی العبادت کے
جائزین لکھا ہے تیسری بات یہ ہے کہ بعض کام تعلیم کے اللہ نے انہی واسطی خاص کیے ہیں کہ
انہی عبادت کتنی ہیں ائمہ اور پھر لکھا ہے کہ اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بنو نہ کو بنائے

پھر جو کوئی کسی پر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی بھی یا جھوٹی قبر کو یا کسی
تخت یا چلے کو یا کسی مکان یا تبرک یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے
یا اوکے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چراغ
یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کر جاوے یا وہاں روشنی کرے
غلاف ڈالے چادر چڑھاوے اس کے نام کی چھتری کھڑی کرے یا اوکی قبر کو
بوسہ دیوے مورچل جھلے اوپر شامیانہ کھڑا کرے رخصت ہوتے وقت
اولیٰ پاؤں پہلے چوکت کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے
مجاور بننے بیٹھ رہے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور سی
قسم کی باتیں کرے اوپر شرک ثابت ہوتا ہے اسکو اشراک فی العبادت
کہتے ہیں انتہی ان باتوں میں سب سے بڑھ کر سجدہ ہے سو اس کے تفصیل
میں لکھیے کہ وہ بہ نیت عبادت شرک ہے اور سجدہ تحیت شرک نہیں جیسے
بحکم خداوند کریم ملائک فی حضرت آدم علیہ السلام کو کیا سجدھا اور اسطرحی
حضرت یوسف علیہ السلام کو والدین اور ان کے بھائیوں نے کیا معاذ اللہ
اگر یہ شرک ہو تا تو حق سبحانہ تعالیٰ کبھی ملائک کو حکم نہ فرماتا اور حضرت یعقوب
علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو ہرگز نہ کہتے اور خود تقویت الایمان
میں دوسری جگہ لکھا ہے شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شریعتوں میں
تھا تحقیق اسکی یہ ہے کہ سجدہ تحیت آپکی شریعتوں میں جائز تھا اس
شریعت میں حرام ہو گیا اگرچہ بعضے جواز کے قائل ہوں ہین الاصح
مذہب یہی ہے کہ حرام ہے حاجی اسحاق بھی تاثیر المسائل میں تقسیم ہے کہ
مقبورین جب سجدہ بھی بغیر اعتقاد و نیت عبادت شرک نہ ٹھہرے تو اور
افعال کہ سجدہ سے کتر ہیں کس طرح شرک ہوینگے مگر یہ بھی سمجھ لینا چاہیے

کہ کلام ہمارا حرام و مکروہ ہونے ان افعال مرقومہ بالا کے نہیں ہے ہم فقط
شرک کے ہونے میں گفتگو کرتے ہیں کہ یہ نفس افعال شرک میں داخل نہیں ہیں
اور حالانکہ بعض امور انہیں سے مباح بھی ہیں جیسکے بیان ہوئے ہیں ہاتھ
باندھ کر کھڑے ہونے کو شرک میں داخل کیا حالانکہ یہ سنت مختلف فیہ
چنانکہ مالکیہ نماز میں ہاتھ نہیں باندھتے ہیں اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب زیارت میں فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے
خاتمہ کتاب الحج زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ولقیف کما یقین
فی الصلوۃ الخ کذا فی الاختیار شرح المختارہ شیخ عبدالحق رحمہ
جذب القلوب میں لکھا ہے و در وقت سلام بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و وقوف در آنجناب با عظمت دست راست بر دست چپ ہند چنانچہ دعائے
نماز کنند گرامی کہ اؤ علماء منفیہ است تقریر باین کردہ استغنی حیات القلوب
وغیرہ مناسک میں بھی ایسی ہی لکھا ہے اور طواف حکم سجدہ تحیت میں نہیں
مثل تعریف ہی متقارب بتقییل اور کراہت اسکی مختلف فیہ ہے در میان
فقہائے یہ فعل بھی موجب شرک نہیں ہو سکتا کسواسے کہ بہت اکابر نے
تصریح اوسکی جواز کی ہے گو ایک جماعت نے رجحان عدم استسنان کا
اوسکے کیا ہے اور میرا بھی یہی مسلک ہی شاہ ولی اللہ نے کتاب استنباء
فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھا ہے ذکر میرا سے کشف قبور اولاد چون قبور
در آید و گمانہ را بر روح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۃ فتح یا و باشد
در اول رکعت بخواند و در دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورۃ اخلاص
پنج بار بخواند بعدہ قبلہ را پشت وادہ بنشیند و یکبار آیت الکرسی و بعض
سورۃ تھما بخواند و ختم کند و یکبار بعدہ ہفت کرتا طواف کند

و

و در آن تکبیر بخواند و آغاز از راستہ کند بعدہ طرف پایاں خسارہ
و باید کہ نزدیک روی میت بنشیند بگوید یا رب بستی و یکبار بستی
اول طرف شمال بگوید یا روح در دل ضرب کند یا روح الروح یا دیکہ
الشرح یا بدین کند انشاء اللہ کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید
انتہی قبر کے بوسہ دینے کا بھی حال سن لیں خزانہ میں ہے کہ مضاف اللہ
نہیں ہے اگر بوسہ دیوے قبر والدین کو مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب
قبر والد کو اپنے اور قبر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اور
حضرت محبوب النبی نظام الدین اولیا اور دوسرے بزرگوں کی
قبر کو بوسہ دیا کرتے تھے اور کہتے تھے جسکے قدم زندگی میں چومتے تھے
بعد مائت او کی قبر کو بوسہ دیتے ہیں ہم اور ایسے ہی بھائی اور والد
اونکے یہ عمل کرتے تھے چنانچہ بستی و نغم روح الثانی مشکوٰۃ جہری مجموع
عام میں مولانا رشید الدین خان صاحب مرحوم وغیرہم نے مولوی اسماعیل
و مولوی عبدالحق کو بلا کر انہیں امور میں گفتگو کر کے مماثل کیا بلکہ مولوی
مختصر اللہ صاحب و مولوی محمد موسیٰ صاحب نے شروع گفتگو بوسہ
قبور سے کی اور کہا کہ تمہارے بزرگ مولوی شاہ عبدالعزیز وغیرہم
سب بوسہ دیا کرتے تھے تم کہتے ہو کہ بوسہ دینا قبر کو شرک ہے نفوذ باللہ
اگر یہ فعل شرک ہوتا تو وہ ہمارے بزرگ ہرگز مرتکب اوسکے نہ ہوتے
مولوی عبدالحق نے کہا کہ میں بھی شرک نہیں کرتا ہوں اور دُور و دور سے
قصہ کر کے زیارت کے لیے جاتے کا یہ حال ہے مشکوٰۃ وغیرہ کتب احادیث
و فقہ میں موجود ہے کہ جو آوے گا میری زیارت کو قصہ کر کہ اور سورۃ
زیارت کے اور کچھ مطلب نہو میرے اوپر اوسکا حق ہوا و بن و اکا

شفیع ہو گا فتح القدر میں لکھا ہے قال مشائخنا من افضل المندوبات
فی مناسک الفارس وشرح المختار اسما قرینہ من الواجب لمن رستہ
روی الدار قطنی والبرز اعز علیہ اللہ علیہ وسلم من جازنی زائر الا تلمہ
حاجۃ الازیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعاً یوم القیمۃ وایضاً من
حج وزار قبرہ بعد موتہ کان کن زارنی فی حیوۃ اور حدیث شد
حال میں استغناء نسبت مساجد کے ہے نزد اہل حق اس سے علاقر نہیں
اسکی اگر تحقیق لکھی جائے تو طول ہو جائے اسلئے موقوف کی گئی اور یہ جو لکھا
وہاں کے گرد و پیش کے ائمہ حدیثین صحیح حرم مدینہ منورہ کی کتب احادیث
یہیں بکثرت موجود اور تعلیم و تدریس مدینہ میں کیسکو کلام نہیں بخلاف ہزاران جگہ
مردود چادر چڑھانے چھڑی کھڑی کرنے ہو چکل جھلنے شامیانہ کھڑا کرنا کو
جو عبادت میں داخل کیا کہ اللہ نے یہ اپنے عبادت کے لیے مقرر کر دی
دوسرے کی واسطے جو کوئی یہ امر کرے تو مشرک ہوا فقر المحض خدا پر ہے
در نہ بر اسے خدا ہکو بتلایں کہ کسجہ قرآن شریف میں یہ چیزیں عبادت
کے لیے آئی ہیں یا کوئی حدیث شریف آئی ہو تو اس سے مطلع فرمائیے
اور ترکیب نصب اور جگہ نصب سے بھی آگہی بخشی ضرور کہ شامیانہ
کون سی جگہ آیا عرض بر یا خانہ کعبہ پر کہ وہ بھی بہت بلند ہے کھڑا کوں
اور حال شامیانہ کھڑے کرانے کا قبر پر یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
فر کھڑا کیا حضرت ام المومنین زینب بنت جحش کی قبر پر اور محمد بن حنفیہ
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی
اپنے بھائی کی قبر پر حاجی اسحاق نے اگرچہ شامیانہ کھڑے کرنے اور قبر بنا کر
قبر پر مکروہ لکھا مگر شرک نہیں کہا جیسکے ہائے المسائل میں لکھا ہے شامیانہ و قبر

استادہ کردن بر قبر مکروہ و ممنوع کما یظهر من الروایات و فی البخاری
ورای ابن عمر قسطاً علی قبر عبدالرحمن فقال انزع علی غلام فاسنا یظلم علی انتہی
لیکن معنی ہے شرح بخاری میں لکھا کہ عبداللہ بن عمر ابو سعید و ابن مسیب
مکروہ رکھتے تھے ضرب قسطاً اور قبرہ کو اور عمر رضی اللہ عنہ نے بر پا کیا اور
قبر زینب بنت جحش اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اوپر قبر برادر
انہ کے اور محمد حنفیہ نے قبر ابن عباس رضی اللہ عنہ اور فاطمہ بنت حسین بن علی
کرم اللہ وجہہ فر قبر شہر اسے حسن مثنی بن حسن علیہ السلام پر اور یہ بھی دریا
کرین کہ ابو داؤد نے سنن میں قاسم بن محمد سے کہ اکابر تابعین و فقہاء
مدینہ سے ہیں روایت کیا قال دخلت علی عائشہ رضی اللہ عنہا فقلت یا امہ
الکشف لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبہ فکشفت اس حدیث صحیح
سی پوشیدہ رکھنا قبور معتبرہ کا اور کھولنا واسطے زیارت کی فصل صحابہ کا ظاہر ہے
مجاور بنکر بیٹھ رہنے کا یہ حال ہے کہ مجاورت مکہ میں اختلاف ہے فتح القدر
میں لکھا ہے اختلف العلماء فی کراہۃ المجاورۃ بکۃ وعدہ ما فذکر بعض الشیخ
ان المختار اسجابہا الا ان یغلب علی غلۃ الوقوع فی المخطور و ہذا قول
ابی یوسف و محمد و ذہب ابو حنیفہ و مالک الی کراہتہا و کان ابو حنیفہ
یقول انہا لیس بدرا لہجرۃ اور بجز عمیق میں مذکور ہے و لہذا
کان عمر رضی اللہ عنہ یدور علی الحجاج بعد قضاء الشک بالدرۃ و
یقول یا اہل الیمین یمکم و یا اہل الشام شکم و یا اہل العراق عسر اقلکم
اور حسن مجاورت مدینہ منورہ احادیث صحیحہ اور آثار صریحہ سے ثابت ہے
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا یصبر علی لاوائ المدینۃ و شدتہا احد من امتی الا کنت لہ شفیعاً یوم القیمۃ

رواہ مسلم و عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من استطلع ان یحوت بالمدينة فلیت بہا فانی استغفر لمن یحوت بہا رواہ احمد
والترمذی وہان کے گرد و پیش کے جنگل کے ادب کرنے کا یہ حال ہو گا کہ کتب
حدیث میں باب حرم المدینہ بعد باب حرم مکہ موجود المدینہ حرام میں
عمرانی فور میں احداث فیہ حدثا اودى محدثا فعلى لعنة الله والملائكة والناس
اجمیین لا یقبل منہ صرف ولا عدل الخ متفق علیہ ان ابراہیم حرم مکہ وجعلہا
حراما وانی حرمت المدینہ حراما ما بین ما زیتما ان لا یراق فیہ دم ولا یخل فیہا
سلاح ولا یخبط فیہا شجر الا العلف رواہ مسلمہ اسطیطر علی حدیثین کتب حدیث
میں تعظیم مدینہ منورہ میں بھری ہوئی ہیں اور تحکیم و تکریم اور آداب و تعظیم
مدینہ منورہ میں کسی نے اہل اسلام سے کج تک و مہر مارا ترتیب حکام میں
مثل جزا وغیرہ کے البتہ اختلاف ہو گا صاحب تقویۃ الایمان اسکو بھی شریکین
داخل کرتا ہے مفتیق مانگنے کا بھی حال سن لیجیے شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے
مشکوۃ شریفہ کی ترجمہ میں اس حدیث کو فائدہ میں لکھا ہے عن قتادۃ قال
فرک لنا انس بن مالک عن ابی طلحۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر یوم بدر بالقیۃ
و عشرین رجلا من حناوید قریش الخ سماع ہوتی و استداجیسیکے چاہیے ثابت
کی ہے اور بالنعین کے دفع و دخل اور رفع شبہات و احتراصات کا کہہ کے
رد اقوال منکرین کا بخوبی کر دیا ہے اور اسطیطر حسی مولوی شاہ عبدالغفور
سورۃ الشفقت کی تفسیر میں لکھتے ہیں بعض از خواضر اولیاء اللہ را کہ جاریہ
تکمیل دارشادینی نوع خود کردہ اند در مخالفت تصرف در دنیا دادہ و متفرق
آئینا بہت کمال وسعت تبارک آئینا مانع توجہ باین سمت نمیکرد
داو سیان تحصیل کمالات باطن از انہامی نمایند و ارباب حاجات حل مشکلات

نمود از انہامی طلبند و می یابند و زبان حال آئینا دران وقت ہم مترنم
باین مقالات مستمع من آئیم بجان گر توانی بہ تن بہا ایسی ہی شاہ ولی اللہ
ترجمہ بالذمین اعانت ارواح کا بیان کیا ہے اور مولوی شاہ عبدالغفور
مراد آبادی و مولوی تراب علی صاحب لکھنوی وغیرہم بھی اپنی رسائل میں
اسکا جو از لکھتے ہیں اور ترجمہ مشکوۃ میں ہے امام شافعی نے کہا ہے
قبر موسی کاظم تریاق موجب مر حاجات و دارا حجت الاسلام میں امام غزالی نے
کہا ہے کہ استاد کردہ شود بلوی در حیات استاد کردہ میشود و بعد از وفات
ابن حجر نے قلابد میں فرمایا ہے حج قبر ابو حنیفہ رحمہ کے اعظم انہ لم یزل العلماء
وفوا بحاجات یروون قبرہ و یثوبون عنہ فی قضاء حوائجهم منہم
الامام الشافعی رحمہ حصین میں یہ حدیث ہی باعباد اللہ اعمیونی الغرض
اگر تمام کتاب تقویۃ الایمان کو دیکھیے تو ایسی ہی باتیں لکھی ہیں یہاں دوجا
سطرین مرقومہ بالا بطور مستثنی نمونہ از خرد اسے لکھ دی گئیں اور ہم نے
جو اپنی سند کلام کیواسطے بقول عبارات کتب معتبرہ کی کی ہے وہ بھی بہت
اختصار کے ساتھ فقط بطور نشاندہی نام کتب لکھا ہے جسکا بھی چاہے
دیکھے مفصل و مشرح معلوم ہو جائیگا اور بھی دریافت کرنا چاہیے کہ جمہور
علماء دیندار اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہی اور اسی پر سبکا اتفاق
یعنی خلاف مولوی اسمعیل کے اور اگر ہدیۃ النصار و دیکھیے توصاف
معلوم ہو جاتا ہے کہ جو جو آیات قرآنی و احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
مولوی اسمعیل اپنی ثبوت مدعا کو لاسے ہیں اور بعد ترجمہ کے فائدہ خلاف
تفسیر اور شرف حدیث کے اپنی جانب سے لکھا ہے اور ان آیات و حدیث
ہرگز وہ ثبوت بھی نہیں ہوتا بلکہ خلاف اونکے مدعا کے ہیں اور وہ وہ آیتیں

اور حدیثین ہیں جو معتزلہ وغیرہم اپنے اثبات دعویٰ کو لائے ہیں اگر تطبیق
کلام و اقوال مولوی اسمعیل و خوارج وغیرہم کی جاوے تو طویل ہو جائے
اس واسطے اس سے سکوت کیا گیا ہر چند یہ اضعاف العباد و پر بیان کر چکا
مگر احتیاطاً پھر گزارش کر رہے کہ اوپر کی عبارات میں جو خلاف مولوی اسمعیل کا
ساتھ اقوال علماء و احادیث بیان کیا گیا کلام ہمارا اولیٰ افعال کے شرک کفر
کی ہونے میں ہے جواز عدم جواز میں اولیٰ افعال و مسائل کی ہم گفتگو
نہیں کرتے اور یہ امر بھی دریافت کریں کہ در صورت صداقت اقوال مولوی
اسمعیل یہ لوگ کہ خلاف اونکے اولیٰ افعال کو مثل مولوی شاہ عبدالغنی صاحب
وغیرہ کہ خود بھی کرتے تھے اور جائز بھی کہتے تھے مشرک ہوئے یا نہیں کیونکہ
اجتماع ضیقین محال ہے اور خود مولوی اسمعیل بھی مشرک ہوئے یا نہیں
کیونکہ جن امور کو انہوں نے تقویۃ الایمان میں شرک میں لکھا ہے بعض کو
انہیں سے دوسری جگہ جائز لکھا ہے جیسکے جواب مولوی عبدالحکیم صاحب
براستہ شاہ مولوی عبدالغنی صاحب در باب ذبیحہ تفصیل تصریح کیا ہے
کہ نذر اولیاء بدو طریق حسن و قبیح اگر طریق حسن در دل باشد لازماً
لفظ نذر کو بدو طریق در ان ہست یاد نظر بر اینکه این لفظ در شرع مستعمل ہے
مع ہست کہ محض سجد است باید کہ شائبہ از ممنوعات شرعیہ در ان باشد و ادنیٰ
آن ترک ادلیٰ است اما حرام نیتوان گفت قصہ مسلمانان کہ بجای اسلامنا جہاننا
گفتند شاید آنست و اگر از الفاظ مشترکہ گویند استعمال عرف این دیا
اشتراک پیدا کردہ گفتہ آید باکی نیست انتہی مخصوصاً قولہم سلسلہ قادریہ چشتیہ
نقشبندیہ وغیرہ قرون ثلثہ میں تھے یا نہیں جو اب ہر چند یہ طریقے
مندرجہ سوال بعد قرون ثلثہ پیدا ہوئے الا بہتر ہیں برے نہیں اس واسطے

کہ اولیاء اللہ قدس سرہم نے محض خدا پہچاننے اور تصفیۂ قلوب کی راہ
بتلائی ہے تا خلافت کے دل سے خواہش و نیاز دور ہو اور محبت الہی اور
بھروسے اور جو کہ حصول صفائی قلب بغیر ریاضت اور نفس کشی وغیرہم
دشواری ہے اس واسطے بتانا اپنے طریقوں کا اپنے مرید و مکتوؤں کو ضروری
اور فی زمانہ بھی جو درویش صاحب نسبت ہیں وہ بھی اپنا طریقہ اپنے
مرید و مکتوؤں بتاتے ہیں اور در حقیقت اونکے طریقے خلاف شرع نہیں ہیں
اور وہ بزرگ بھی داخل مضمون کرامت مشنوں حدیث شریف میں سن
فی الاسلام سنتہ حسنۃ النسخ کے ہوتے ہیں اور ایسی صاحب درختار
قبل باب ربابیان جواز استغراض میں خمر بلا وزن لیا ہے
سل علیہ السلام عن خمرۃ بتبعاً لما بالجبران اکیون رب افعال ہمارا اسلام
حسنافو عند اللہ حسن و ماراہ المسلمون فجا فو عند اللہ قبیح اور ہم
اس امر کی تحقیق بدعتہ میں لکھ چکے ہیں غرض کہ طرق مندرجہ سوال کے
اچھے ہونے میں کہ کلام نہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہ مستندین و معتمدین
دعا بیہ ہیں بالابد کے آخر میں لکھتے ہیں بدان اسعدک اللہ تعالیٰ الایمنہ
کہ گفتہ شد صورت ایمان و اسلام و شریعت ست و مغز و حقیقت ان درخت
در ویشان باید جست خیال نباید کرد کہ حقیقت خلاف شریعت است کہ این
سخن جہال و کفرست بلکہ میں شریعت ست کہ در خدمت درویشان رنگ دیگر
پیدا میکند چون قلب از تعلق جسمی و علی کہ بما سوئے اللہ داشت پاک شود
و زائل نفس بر طرف گشتہ نفس مطمئنہ شود و اخلاص بہم رساند شریعت
در حق او بامغز شود و نماز و اعتدال تعلق دیگر بہم رساند و رکعت و
بہتر از لک رکعت دیگران باشد چنانچہ صوم او و صدقہ اور رسول اللہ صوم فرمود

کہ اگر شام بل کوه احد ز در راه خدا خج کنیز برابر یک سیر یا نیم سیر جو
 نباشد کہ صحابہ در راه خدا داده اند این از جہت قوت ایمان و اخلاص
 نشان است و نیز باطن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را از سید درویشان باید جہت
 و بدان نور سید خود را روشن باید کرد تا ہر غیر و شریک است صحیح دریافت شود
 انہم اور سبکو جاننے دو مولوی اسمعیل سرگروہ بلکہ موجود نہ ہوں یا بیان ہند
 ہیں رسالہ صراط المستقیم میں باوصاف سید احمد اپنے پیر کے لکھتے ہیں صفو
 میں سو ستائوں میں پس باید دانست کہ حضرت ایشان از بد و فطرت
 بر کمالات طریق نبوت اجالا مجول بودند اسی صفو میں ہو گیا و نکو ہو گیا
 تین کچھوڑیں کھلا میں اسی سبب سے ابتدا ہی طریق نبوت حاصل ہوا حضرت علی
 فی النکو نہلا یا حضرت فاطمہ نے لباس پہنا یا صفیہ چار سو میں ہے روح مقدس
 جناب حضرت غوث الثقلین و جناب خواجہ بہار الدین نقشبند متوجہ حال ایشان
 گردیدہ فی الجملہ شائع ماہین روحین مقدسین در حق ایشان ماندہ تا آنکہ
 بعد انقضای زمانہ شائع بوقوع مصاحبت بہ شرکت شدہ اسی صفو میں ہے
 کہ پیر صاحب فرماؤ ہر مرقہ خواجہ قطب الدین کے مراقبہ کیا ربح او کی سے
 ملاقات ہوئی پھر نسبت چشتیہ فی صفو میں سو جو راہی میں ہر مراقبہ الوہیت
 بکمال خود رسید و مرتبہ خلافت عن اللہ نصیب او گردید صفو چار سو دو میں ہے
 فرمودند کہ امر وز حق جل و علی بحض عنایت خود بلا توسط احدی نسبت چشتیہ
 الہادی داشت انشی مولوی اسمعیل بھی ان طریقوں کو اچھا جانتے تھے ورنہ
 ہرگز اپنے پیر کے اوصاف میں حاصل ہونا ان کے طریقوں کا نہ لکھتے اور
 بر تقدیر اگر یہ طریقہ بکمال سائل برے ہیں تو مولوی اسمعیل نے
 کیوں ایسے شخص سے سلسلہ بیعت کا رکھا تو ٹرنہ دیا کہ پیر کو ان کی سب

طریقہ مذکورہ بالا حاصل تھے بلکہ اپنا بھی نیا ایک طریقہ نکالا اور نام او کا
 رکھا طریقہ احمدیہ قولہم اس زمانہ کے صوفیوں کا وہی طریقہ ہے جو صاحبان
 صفو کا تھا جس نے یہ لفظ مستخرج ہوئی ہیں جیسا کہ یہ صوفی رقص پر دو کو
 جائز رکھتے ہیں سو یہ طریقہ انہیں بھی تھا یا نہیں یہ صوفی بدعتی ہیں
 یا نہیں جو اب اس سوال سے سائل کی غرض مفہوم نہیں ہوتی کہ
 کیا ہے آیا انکو کسی کام پر ہونا منظور ہے جو اس قدر تلاش و جستجو
 اور تحقیقات استفسار حالات صوفیان کرتے ہیں ورنہ یہ سوال اہل
 قابل لکھنے کے تھا کیونکہ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ زمانہ صلحا اور اہل اللہ
 سو خالی نہیں ہے بخلاف نبوت کہ یہ امر تو البتہ بحکم خداوند کریم
 منقطع ہو گیا ہے نزدیک اہل سنت و جماعت کے ہاں وہابی اسکے بھی
 قائل نہیں ہیں جیسیکہ امکان نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابیں
 بناتے چلے جاتے ہیں الغرض صوفی باصفا و درویش باخدا اس وقت میں
 بھی ہیں بھنگ نوش و چرس کش ریش و برودت مصفا کا ذکر نہیں
 و یا صوفی شک بندہ نام کے صوفی شرابی لوگوں کو بھی ہم اچھا نہیں کہتے
 وہ بھی لائق اعتبار نہیں مولانا روم قدس سرہ ایسے ہی ہمارے روئے
 حق میں فرماتے ہیں اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ہ
 پس بہر دستی نباید داد دست ہند از برون طعنہ زننے بر بانیہ
 وز درونت ننگ میدار دیند ہند اور ایسے ہی وہ واعظین ہیں
 کہ محض واسطے دنیا حاصل کرنے اور اپنی نمائش و قدر بڑھانے کو
 وعظ لکھتے ہیں اور وعظ گوئی کو پیشہ و فریہ مانگنے کا نیک ٹھہرایا ہے
 اور اصلا ہدایت خلافت سے مطلب نہیں رکھتے جا بجا گھر گھر وعظ کہتی ہیں

تاکہ روپیہ بھی حاصل ہوا اور نزدیک جہلا کے قدر بڑھے اور اپنی شہرت
کیواسطے کہ یہ بڑے عالم ہیں نئی نئی باتیں خلافت جمہور کے اپنی طرف سے
نکال کر مشہور کرتے ہیں اور وہ جو سائل کا نسبت رقص و سرود کی تنفس
اوسکی یہ صورت ہو رقص یعنی جسکو ہندی میں ناچ کہتے ہیں پھر وہ خواہ عورت
مثل طوائفان وغیرہ ہو یا مردوں کا مانند نقالان وغیرہ مع مزاحیہ طبعی
حرام ہے باتفاق علماء و صلحا کے اوسکو ہرگز کسی اولیائے مذہب کبھی اور نہ
دیکھنے دینے کے واسطے کہا اونکی طرف نسبت جو از کی کرنی محض اتمام و
بہتان ہے اور سرود و مجر دینے راگ و مزامیر کے سننے میں اختلاف ہے
چنانچہ مالابہ میں لکھا ہے سرود حرام است زیرا کہ بازدارندہ است از ذکر الہی
منج شہوت مست بسوی معاصی و اگر در حق کسی بخین نباشد شکار و شہی واجب
نفس مطمئنہ کہ غیر از عشق و محبت الہی در سرا و پیچ میلے و رشتہ بنود از زبان
مردیکہ قابل شہوت نباشد کلامی موزون بہ آواز سے موزون بشنود و اورا
مانع از ذکر الہی نباشد بلکہ بچان محبت الہی کند و حق آنکس انکار نتوان کرد خواجہ
عالی شان خواجہ بہار الدین نقشبند رضی اللہ عنہ کہ کمال اتباع سنت و اہل
فرمودہ نہ این کار میکنم چرا کہ مسنون نیست و نہ انکار میکنم انج مولوی شاہ عبدالعزیز
صاحب مجملہ سوالات عشرہ مستفسرہ منشی جان سوال ہشتم کے جواب میں
لکھتے ہیں جواب ثامن اینکه استماع غنا و مجر و مزامیر و ملا ہے و زیروب
حقیقی روایات مختلف است اصح آنست کہ جائز است و دفن ہم جائز است
کثرۃ مؤید این روایات قال الشیخ الامام ابن الہمام حرۃ اللغۃ بما اذا کان
فی اللفظ ما یحل کصفۃ المذکر و المراءۃ المغنیۃ کسنیۃ و وصف النحر المبیح الیہا قال
فی الذبیح و ان تلفوا فی اللغۃ المجرد قال بعضہم انہ حرام مطلقاً و منہم من قال لا بأس

بان یغنی استغنیہم القوانی و الفصاحتہ و منہم من قال بجواز اللغۃ لرفع الوحشۃ
اذا کان وحده و لا یكون علی سبیل اللہ و الیہ مال السرخی رحمہ اللہ انتہی
فی البدائع و السماع فی اوقات السرور تاکید السرور منہا مباح ان کان
ذلک السرور مباحاً کا الغناء فی ایام العید و فی الفرس و فی وقت قدوم
الغائب و وقت الولیۃ و العقیقۃ و عند ولادت الولد و عند خاتنہ و عند
حفظ القرآن انتہی اور ایسی ہی کہیں کساعت میں امام غزالی رحمہ اللہ بھی جواز ہی
راگ کا لکھتے ہیں اور خود مولوی اسماعیل کے قول سے بھی جواز راگ کا پایا جاتا ہے
چنانچہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے اخرج البخاری عن الربیع بنہ بنہ
غفرار قالت جابر البنی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین یعنی علی مجلس
فراشی کلبسک منی فجات جویریات لنا یفرین بالدف و سیدین من قبل من
آباری یوم ہمدان قالت احدہن دفینا بی یعلمانی فدخل دعی ہذہ و قولی
بالذی کنت تقولین ترجمہ مشکوٰۃ کے باب اعلان النکاح میں لکھا ہے کہ بخاری
ذکر کیا کہ ربیع نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر میں
داخل ہوئے جب شادی ہوتی تھی میری پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر
اتھ پھر فائدہ میں اسے لکھا یعنی ربیع ایک بی بی تھیں انصار میں سے اونکی
شادی میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اونکے پاس بیٹھے سو
اون لوگوں کی جو کمران کچھ گائے لگیں کہ اوسمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
تعریف میں یہ بات کہی کہ اذکواللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں
جانتے ہیں سوا اوسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات
مت کہو اور جو کچھ پہلے گاتیں تھیں وہی گائے جاؤ انہیں ایسا راگ بلا مزاح کہ
جس سے اذکواللہ شوق الہی بڑھے کسی صوفی باصفائی نہ بنا ہو گا اور اب بھی

درویش کامل سن لیتے ہیں تو انھیں اس آنکھ سے کوئی خدا کو دنیا میں دیکھ سکتا
یا نہیں جو لوگ دیکھنے کا دعویٰ کرے ہیں وہ کیسے ہیں جو اب اہل سنت
اسکو قائل نہیں اسکو برا اور کفر جانتے ہیں وہابی لوگ دیکھنے کا دعویٰ البتہ
کرتے ہیں اور جاپز کتے ہیں جیسے مولوی اسماعیل صراط المستقیم میں اپنے پیرو
سید احمد کے اوصاف میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت جمل دعلی نے ہاتھ میرا چھوا تو
ہاتھ میں پکڑ کے کہا تو مرید کہہ اگر چہ تیرے مرید لاکھوں گناہ کریں میں بخوشی لگا
پیر صاحب نے کہا ابھی تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور جو کوئی کہیگا یا تجھے
پکڑے گا ہے ہمیشہ شرم اوسکی ہوتی ہے اسی طرح سیکڑوں بار ملاقات
خدا سے ہوتی آتے آتے اسو اسطے اوسکے تابعین حرام خوار کذاب متکبر
و مغرور ہیں کہ جسے گو کہ سبط رح کے معاصی ہو وین خدا ہماری پیر کی دستگیری
جست سے سب معاف کر دیا تو کلام نماز غوثیہ پڑھنا کیسا ہے بعد نماز غوثیہ
پہلے قرآن پڑھنا افضل ہے یا شجرہ جو اب نہیں معلوم کہ سائل نماز غوثیہ
کو کیا سمجھ رہا ہے جو ناحق شک و شبہ میں پڑے ہیں وہ ایک نماز کہ حضرت
غوث الثقلین رحمہ اللہ سے مروی ہے واسطے قضا و حاجات کے جیسا کہ
حصن حصین میں لکھا ہے جسکو کچھ حاجت ہو وضو کرے اور دو رکعت نماز
پڑھے اور اوس دعا میں ہے یا محمد انی تو جنت بک انی ربی فی حاجتی بذلتقی
لا علی قاری شریح میں لکھتے ہیں ایک روایت میں آیا ہے لذتقی معروف ہے
صیغہ سے یعنی قضا کر دو تم اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاجت میری یہ مجاہد ہے
شیخ عبدالحق نے جذبات الشرب میں نقل کیا ہے کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک حاجت مند کو یہ عمل بتلایا اوسنے کیا
حاجت اوسکی برآئی صبح کی نماز فرائش کے بعد دعا مانگنے میں اگر کوئی

شخص نام انبیا علیہم السلام یا اسماء اولیاء اللہ وغیرہم اس طریق سے
کہ اے خداوند کریم بہ طفیل یا بہ برکت فلان فلان پیغمبر یا فلان فلان
اولیا فلان فلان حاجت میری برآ لیتا ہے تو کچھ قہاحت نہیں اور ایسا
فعل بعض کس کرتے ہیں کہ اس اضعف العباد نے اپنی آنکھوں دیکھا کانوں
سنا ہی اور دعا بعد فراغ نماز فرائش سب علما و صلحا مانگتی ہیں اور افضل کلام محمد
کی پڑھنے سے شجرہ تو کیا مننے حدیث شریف بھی نہیں ہیں الا افضلیت ایک شی
کی سبب ترک شو کہ ترکی نہیں ہوتی ہے ورنہ کلام اللہ ہی پڑھا کریں حدیث
شریف کا پڑھنا چھوڑ دین تو کلام اس شعر کا کیا مطلب ہے سے من زقرآن
مغزرا برداشتہ استخوان پیش سگان انداختہ جو اب نہیں
بعض صاحب اسحافی کہتے ہیں مگر بدانت را قم اسحر فایہ شعر مشہور مولانا
روم قدس سرہ کا ہے مطلب اوسکا ظاہر ہے پہلے مصرعہ یہ غرض ہے کہ مننے
خلاصہ مطلب اور اصل معنی کلام مجید سے حاصل کر کے اپنی اس مشغولی میں نہ
یا یہ کہ مننے اپنا مذہب کلام اللہ سے اپنی موافق قرآن کے رکھا ہے اور
مرازمصر عثمانی سے یہ کہ اور علم متروکہ مثل نجوم و رمل وغیرہم یا وہ حکمت
منطق کہ انسان اوسکو پڑھ کر اوسکی میں رہ جائے اور دلائل و اہمہ کر کہ محمد بنجا
جیسیکہ اکثر حکما راہ راست چھوڑ کر جادو پیمای اسجاد ہو گئے اوں علم و دان
کیواسطے چھوڑ دینے غرض کہ مننے اصل مذہب کہ مثال مغربے کلام اللہ سے
حاصل کیا اور دوسرے علم فہم و جھگڑے کے کہ مانند استخوان میں اوعال
اونکے مثل سگان ہیں اسے لمدان اونکے لیے چھوڑ دینے اور دوسرے
یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ مننے کلام اللہ سے خلاصہ مطلب و مذہب اختیار
کر لیا اور اور جھگڑے سے جیسیکہ قدس یہ وجہ یہ درویش مغرور و متعزل و غیرہ

کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کو مستدل اور حجت ٹھہراتے ہیں اور آپ کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ نزدیک اہل سنت و جماعت وہ مذاہب سب باطل ہیں اور معتقد اول مذہب کے برے اور مردود اونسکے لیے وقیعہ جہوڑ دیے لیکن معنی اولیٰ مناسب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ دوسرے چند جگہ اوسے مشنوی میں اوس علم کی بڑائی صاف لکھی ہے جیسے کہ فرماتے ہیں

علم معقولات علم اشقیاء	علم نامعقول علم انبیاء
علم دین فقہ است و تفسیر حدیث	ہر کہ جو اند غیر ازین گرد و نبیست

ہر کہ خواند انہ اس مصرعہ سے بھی وہی غرض مولانا کی ہے یعنی سوائے علم دین دیگر علوم مثل منطق وغیرہ بڑے کر اوسے میں رہ جائی اور شب روز جھوٹی جھوٹی تقریریں اور دلیلین کیا کرے تو یہ امر بڑا ہے اس سے آدمی خبیث ہو جاتا ہے ورنہ بنفسہ علم منطق پڑھنا منع نہیں بلکہ اسے سمجھ کر کلام اللہ اور کلام رسول اللہ صلعم کے پڑھنا اوس علم کا درست و جائز ہے قولہم قرآن شریف کے منے پڑھنا بہتر ہیں یا مشنوی شریف کے بیجا توجہ جو اب سائل نے ہر چند کہ سب سوال بیجا کرے ہیں الایہ دو تین سوال اخیرہ تو بڑے ہی پوچ و بیودہ ہیں کہ اطفال بھی او کو دیکھ کر ہنستے ہیں ہم او پر قرآن پڑھنا افضل ہے یا شجرہ کے بیان میں لکھ چکے ہیں کہ انصاف ایک شجرہ کے ترک شکر کا لازم نہیں ہو سکتا ہے ورنہ نماز و فرائض ہی سب بڑا کرین سنتیں پڑھنا جھوڑ دین اور قطع نظر اس سے مشنوی شریف خود گویا تفسیر قرآن مجید و احادیث شریف کی ہے پھر آگے سوال ایسا ہی کہ کوئی پوچھے قرآن پڑھنا افضل ہے یا تفسیر قرآن کی آگے جو غرض ہے کہ اولیاء اللہ کا کلام جھوڑ دین اور اونسکے کلام کو نہ دیکھین صاف صاف کیوں نہیں کہنا کہ نقیب کو

کہ سنت رفاض ہی کیوں کام فرمایا ورنہ مشنوی موصوف کی اکثر جھوڑ مشنوی شریف اہل اللہ نے لکھی ہیں او نکو ہی دیکھ لیا ہوتا دیکھو مولانا بھر العلوم کیا لکھتے ہیں اور مولانا عبداللطیف صاحب فرماتے ہیں کہ آیت وحیٰ کی معنی کی مطابقت اشعار مشنوی سے کر دی ہے اور سب کو جانے دو فقط مولانا جامی قدس سرہ کا ہی کلام میں ایچھے کہ مشنوی اور مصنف مشنوی کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ من چہ گویم وصف آن عالی جناب ہن نیست بغیر ولی دار کتاب ہن مشنوی مولوی معنوی ہن ہست قرآن و زبان ہلوی ہن حق تو یہ ہے کہ مشنوی کے پڑھنے اور سمجھنے کو بڑا علم چاہیے ہر ایک کی استعداد کا کام نہیں ہے کہ سمجھے اور اصل لطف کلام مولانا قدس سرہ کا اوس شخص کو معلوم ہوتا ہے جو کہ علم تقویٰ و جانتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر علم کا لطف جب معلوم ہوتا ہے کہ اوس شخص کو اوس علم میں ہمارا توجہ اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ مشنوی جبکہ اچھی ہے تو کیوں او کو بعض کس بڑا کہتے ہیں اور سب کو کیوں کر اوس سے فیض نہیں ہوتا اسکا تعجب نہیں کیونکہ زبان طعن و ملاحق سے بچنا غیر ممکن ہے مذہب جدید کے لوگ اولیاء اللہ وغیرہم سے قاطبہ عداوت و نفرت رکھتے ہیں بلکہ اولیاء اللہ سے و حساب میں ہیں خود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و تکریم میں کلام کرتے ہیں اور فیض پانی کا مشنوی سے یہ حال ہے کہ جسکے کلام سے بالا و متبرکہ کلام حق سبحانہ تعالیٰ کا ہے بلا تشبیہ جبکہ کلام اللہ ہی سے کل خلافت ہدایت پذیر ہوتی تو پھر کلام اولیاء اللہ کس گنتی میں ہے خود مولانا قدس سرہ بھی ایسے شکرین کے حق میں فرماتے ہیں ہن شکر امی سب طعون چہ جو عومیکے مشنوی ام را تو مشنوی میکے

آب نیل ست این حدیث جانفزا	یابش در چشم قبضه خون من
مثنوی با جو قدر آن مدلل	بعض را بادے و بعض را مضل

قولہم واضح ہو کہ اسکا جواب جو صاحب تحریر فرمایا ہے نقیب کو کام نفع مائین اور جب تک کہ حدیث صحیحہ سے ملین اقوال علما کو تحریر فرمایا ہے اقم حق پسند جواب اس ضعف العبادہ و خصلہ رشاد سائل بلا نقیب صاف صاف احادیث و غیرہ جو ابابا اپنی تحقیق کے موافق لکھے ہیں واللہ اعلم بالصواب و نام ان جوابات کا اظہار اس حقیقت رکھا اور اپنی نام و نشان کا اعلان بہ سکا جواب ترکیب کی کیا کیا اسوہ سطح کے سائل نے بھی اپنی نام و مقام سکونت کی گئی نہیں بخشی اب میری یہ کتاب خدمت سائلین میں ہے کہ آپ بھی نقیب نفسانیت کو براسے خدا چھوڑ کر اپنا عقیدہ درست کر لیں ہرگز کلام مجذبیہ اور ذریت کا ادوسکے نہ سنیں ع بر رسولان بلاغ باشد و ہر

سہ من انچہ شرب بلاغ ست با تو میگویم	تو خواہ از سخم چسند گیر و خواہ ملال
-------------------------------------	-------------------------------------

را قسم حق گو

خاتمہ الطبع

بفضل ایزد متعال کہ جس کوئی امر پوشیدہ اور مخفی نہیں ہو اور تمام رطب و یابس کا جانور و الا اور مہر و ہاری ہدایت اور رہنمائی کے لیے اپنی حبیب کو بھیجا جسکو ہر راہ ضلالت سے بچایا ان ایام فرخندہ و قریب میں یہ رسالہ آدہ کہ بسکا نام اظہار اس حقیقت ہو بلور و الی جواب کو تحریر ہوا اور حقیقت یہ تردید و تفسیر ہے اور نہ ضعیف اعتقاد و نکی کہ جو خود رائی ہو بزرگوں طعن کرتے ہیں اور نہیں جانتے ہیں کہ خطای بزرگان گرفتاری کی حالت ہے اور بسبب اسانی فہم و کامطلب اصلی سو دور ہو کر زبان اعتراض کی کوتاہی ہو اسکو مصنف کی متانت قابل ستائش ہے اسکی کہ کتاب مقبول خاطر صغیر و کبیرہ مرتبہ اول جو چھپی تھی یہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی اسحال میں بحیرا و شافقا یار و دم مطبع نامی مثنوی نو لکھنؤ و مقام کانپور میں ساہیون شکر و ام مطابق باہادی الاخرہ ۱۲۹۲ھ میں طبع ہوئی